Lesson 1: At-Tawbah (Ayaat 1- 15): Day 4 سُوۡرَۃُ التَّوۡبَۃ کی تفسیر

یہاں تک تو مہلت دی گئی تھی کہ یہ اچھے لوگ ہیں، مان جائیں گے۔ان کو دین سمجھنے کا موقع دے دو۔ لیکن کب تک ؟کب تک ایسے لوگ نبی کریمؐ اور مسلمانوں کو تنگ کرتے رہیں گے ؟ آخر کار مہلت ختم ہو جاتی ہے۔

وَاِنۡ نَّكَثُوۡۤا اَيۡمَانَهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ عَهۡدِهِمۡ وَطَعَنُوۡا فِىۡ دِيۡـنِكُمۡ فَقَاتِلُوۡۤا اَٮِٕمَّةَ الۡـكُفۡرِ‌ۙ اِنَّهُمۡ لَاۤ اَيۡمَانَ لَهُمۡ لَعَلَّهُمۡ يَنۡتَهُوۡنَ ﴿۱۲﴾

اور اگر عہد کرنے کے بعد یہ پھر اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں اور تمہارے دین پر حملے کرنے شروع کر دیں تو کفر کے علمبرداروں سے جنگ کرو کیونکہ ان کی قسموں کا اعتبار نہیں شاید کہ (پھر تلوار ہی کے زور سے) وہ باز آئیں گے ﴿۱۲﴾

اَيۡمَان : یام ن سے ہے۔یعنی قسم کھانا۔ عرب لوگ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر قسم کھاتے تھے۔یمین اوریمنہ بھی اسی سے ہیں۔

عہد کے معنی صلح حدیبیہ۔ اگر یہ مشرک اپنی قسموں کو توڑ کر وعدہ خلافی اور عہد شکنی کریں۔

طَعَنُوۡا : لفظی معنی نیزہ مارنا۔ طعنہ مارنا۔ تیر مارنا۔ الزام لگانا۔

اگر یہ وعدے توڑیں تمہارے دین پر اعتراض کرنے لگیں، تمہیں تنگ کریں۔ تو تم ان کے کفر کے لیڈران کو سزا دو۔ یعنی ان سے جنگ کرو۔ان کے (اَٮِٕمَّةَ) بڑوں کو پکڑو۔ ان کی قسموں کا اعتبار نہ کرو۔ یہ وعدے کی پاسداری نہیں کرتے۔

اللہ کے نبیؐ سے فرمایا جارہاہے کہ آپؐ بھی صلح حدیبیہ کے معاہدے کو ختم کر دیں۔

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٣﴾

کیا تم نہ لڑو گے ایسے لوگوں سے جو اپنے عہد توڑتے رہے ہیں اور جنہوں نے رسول کو ملک سے نکال دینے کا قصد کیا تھا اور زیادتی کی ابتدا کرنے والے وہی تھے؟ کیا تم ان سے ڈرتے ہو؟ اگر تم مومن ہو تو اللہ اِس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرو ﴿۱۳﴾

یعنی مکہ والوں نے اللہ کے نبیؐ کو وہاں سے نکال دیا۔ وہی زیادتی کرتے ہیں۔ وعدے توڑتے ہیں۔ آپؐ ان سے نہ ڈریں۔ تو اب جب کہ معاہدے ٹوٹ گئے ہیں تو یہ آپؐ کو اور دوسرے مسلمانوں کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

مکہ کے مشرکین خود کو کعبہ کے متولی سمجھتے تھے۔ اب ان کو وہاں رہنے کی اجازت نہیں ہو گی۔ ان کو وہاں سے نکلنا پڑے گا۔ اب ان کی مہلت ختم ہو گئی ہے۔ ان سے لڑو۔ ان سے جنگ کرو۔

یعنی جہاد کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے۔ اللہ کے نبیؐ نے ان سے کبھی خیر نہیں پائی۔

اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ : اللہ تعالیٰ اپنے نبیؐ کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔ کہ ان سے نہ ڈرو۔ اللہ سے ڈرو۔ لوگوں سے نہ ڈرو۔

صلح حدیبیہ دس سال کے لیے ہوئی تھی، ماہ ذی القعدہ سنہ ٦ ہجری سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاہدہ کو نبھایا یہاں تک کہ قریشیوں کی طرف سے معاہدہ توڑا گیا ان کے حلیف بنو بکر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف خزاعہ پر چڑھائی کی بلکہ حرم میں بھی انہیں قتل کیا اس بنا پر رمضان شریف ٨ ہجری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر چڑھائی کی۔

رب العالمین نے مکہ آپ ﷺ کے ہاتھوں فتح کرایااور انہیں آپ ﷺ کے بس میں کر دیا۔ لیکن آپ ﷺ نے باوجود غلبہ اور قدرت کے ان میں سے جنہوں نے اسلام قبول نہ کیاسب کو آزاد کر دیا۔ انہی لوگوں کو طلقاء کہتے ہیں یہ تقریباً دوہزار تھے جو کفر پر پھر بھی باقی رہے اور ادھر ادھر ہو گئے۔

رحمتہ اللعالمین نے سب کو عام پناہ دے دی اور انہیں مکہ شریف میں آنے اور یہاں اپنے مکانوں میں رہنے کی اجازت مرحمت فرمائی کہ چار ماہ تک وہ جہاں چاہیں آ جاسکتے ہیں۔ انہی میں صفوان بن اُمیہ اور عکرمہ بن ابی جہل وغیرہ تھے پھر اللہ نے ان کی رہبری کی اور انہیں اسلام نصیب فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اپنے ہر اندازے کے کرنے میں اور ہر کام کے کرنے میں تعریفوں والا ہی ہے۔

اگر آج کوئی اللہ کے نبیؐ پر الزام لگاتا ہے تو اُسے یہ سب حقیقت معلوم ہونی چاہیئے۔ کہ کیسے مشرکین نے زیادتیاں کیں۔ اللہ کے گھر کو بت کدہ بنادیا اس لئے ان کو سزا ملی۔ ان کو مہلت دی گئی تھی۔ 23 سال تک اسلام کی تبلیغ کی گئی۔ لیکن مشرکین معاہدے توڑتے رہے۔

کوئی باپ اگر بچوں کی بے حیائی دیکھ کر خاموش رہے تو اُسے آج ہم کیا کہیں گے ؟ کوئی ماں بچوں کی غلط حرکت پر نہ ٹوکے تو کیسے تربیت کر سکے گی ؟ کوئی لیڈر اپنی قوم کی اصلاح نہ کرے تو معاشرہ کیسے سُدھرے گا؟

حدود کو ٹوٹتا دیکھیں تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے۔

اَب اگر کوئی یہ کہے کہ اللہ کے نبیؐ نے مکہ پر حملہ کیا تو بولیں ہاں کیا تھا۔ مشرکین کو اُن کی زیادتیوں کی سزا دینا لازمی تھا ورنہ معاشرے میں ظلم اور فساد بڑھتا ہے۔ ظالم کو روکنا پڑتا ہے۔

لیکن آج مسلمان ایسے نہیں نکل سکتے۔ حالات کو دیکھنا پڑتا ہے۔ آج پہلے خود کی اصلاح کرنی ہے۔ پہلے تربیت، کردار سازی، اصلاح، تذکیہ کرنا لازمی ہے۔ تعلیم عام کریں۔

اچھے مسلمان بنیں۔ پھر اچھے لیڈر پیدا ہونگے۔ پھر اسلام عام ہو گا۔

کفر اور اسلام میں توحید اور شرک کا فرق ہے۔

ایک مومن اور ایک مشرک ایک پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر بات کریں گے تو بحث تو ہو گی۔

گندگی کو صاف کرنا ہو تو صفائی کے لئے اسپرے تو کرنا پڑے گا۔ ہر معاشرے میں کئی طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ اُن کے لحاظ سے بات ہو گی۔

مشرکین نے عہد شکنی کی اور اپنے حلیفوں کے ساتھ مل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیفوں سے جنگ کی بنو بکر کی خزاعہ کے خلاف مدد کی اس خلاف وعدہ کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر لشکر کشی کی ان کی خوب سرکوبی کی اور مکہ فتح کر لیا۔ فالحمدللہ۔

اللہ سبحان وتعالیٰ فرماتا ہے کہ تم ان نجس لوگوں سے خوف کھاتے ہو۔ اگر تم مومن ہو تو تمہارے دل میں بجز اللہ تعالیٰ کے کسی کا خوف نہ ہونا چاہیئے وہی اس کے لائق ہے کہ اس سے ایماندار ڈرتے رہیں۔ اور آیت میں ہے ان سے نہ ڈرو صرف مجھ سے ہی ڈرتے رہو میرا غلبہ، میری سلطنت، میری سزا، میری قدرت، میری ملکیت بیشک اس قابل ہے کہ ہر وقت ہر دل میری ہیبت سے لرزتا رہے، تمام کام میرے ہاتھ میں ہیں جو چاہوں کر سکتا ہوں اور کر گذرتا ہوں۔ میری منشا کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔

مسلمانوں پر جہاد کی فرضیت کا راز بیان ہو رہا ہے کہ اللہ قادر تھا جو عذاب چاہتا ان پر بھیج دیتا لیکن اس کی منشاء یہ ہے کہ تمہارے ہاتھوں انہیں سزا دے ان کی بربادی تم آپ کرو تمہارے دل کی خود بھڑاس نکل جائے اور تمہیں راحت و آرام شادمانی و کامرانی حاصل ہو۔ یہ بات کچھ انہی کے ساتھ مخصوص نہ تھی بلکہ تمام مومنوں کے لیے بھی ہے۔

ظالموں کو کیفرِ کردار تک پہنچانا چاہئیے۔

مثال؛ اگر جہاز ہائی جیکرز کے قبضے میں چلا جائے تو بعض اوقات پائلٹ جہاز کو گرا دیتے ہیں تاکہ ملکی راز اُن کے ہاتھ میں نہ پہنچ جائیں۔

مکہ میں کئی لیول والے مسلمان تھے۔

1) ایک تو وہی جو منہ سے اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے۔ دلوں میں نفاق تھا اس لئے جنگ نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اور اپنے آپ کو امن پسند کہتے تھے۔

2) دوسرے وہ تھے جن کے دلوں میں رہبانیت والا دین اسلام تھا۔ یہ نئے مسلمان تھے۔ انہوں نے کوئی قربانی نہیں دی تھی۔ یہ سمجھتے تھے کہ دین صرف پیار محبت اور ہمدردی کا نام ہے۔ اس وجہ سے یہ اسلام میں پورے داخل نہیں ہوئے تھے۔ یہ اس کو حکمت نہیں سمجھتے تھے کہ کبھی جنگ بھی کرنی پڑتی ہے۔

3) تیسرا وہ گروہ تھا جو سچے اور مخلص مسلمان تھے۔ انہوں نے دین کے لئے قربانیاں دی تھیں۔ لیکن ان کے رشتے دار، خاندان والے اور گھر بار مکہ میں تھے۔ ان کو ڈر تھا کہ اگر مکہ والوں سے جنگ ہوئی تو مشرکین ان کے گھروں اور خاندان والوں کو نقصان پہچائیں گے۔

تو یہ کچھ گروہ مکہ والوں سے جنگ نہیں کرنا چاہتے تھے۔ ان کے کچھ نہ کچھ مفاد اس بات سے وابستہ تھے۔ کہ جنگ نہ کی جائے۔

اللہ نے ان سب سے خطاب کیا ہے اور بتایا ہے کہ ہر رکنے والا ایک درجے کا نہیں ہوتا۔

ہر گروپ میں ہر ایک کا ایمان مختلف درجے کا ہوتا ہے۔

قَاتِلُوۡهُمۡ يُعَذِّبۡهُمُ اللّٰهُ بِاَيۡدِيۡكُمۡ وَيُخۡزِهِمۡ وَيَنۡصُرۡكُمۡ عَلَيۡهِمۡ وَيَشۡفِ صُدُوۡرَ قَوۡمٍ مُّؤۡمِنِيۡنَۙ ﴿۱۴﴾

ان سے لڑو، اللہ تمہارے ہاتھوں سے ان کو سزا دلوائے گا اور انہیں ذلیل و خوار کرے گا اور ان کے مقابلہ میں تمہاری مدد کرے گا اور بہت سے مومنوں کے دل ٹھنڈے کرے گا ﴿۱۴﴾

پس سچے وہ ہیں جو جہاد میں آگے بڑھ کر حصہ لیں اور ظاہر باطن میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ☐ کی خیر خواہی اور حمایت کریں۔

'۔۔۔ اور بہت سے مومنوں کے دل ٹھنڈے کرے گا"

ایمان والوں کے سینے ٹھنڈے کیسے ہونگے؟

عام طور پر انتقام لینے سے تسلّی تب ہوتی ہے جب جس نے اُس پر ظلم کیا اُس سے بدلہ لے۔

دوسرا طریقہ ہے کسی کو سچے دل سے معاف کرنے سے بھی سینہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔

لیکن یہاں صحابہ کرامؓ کی خوبی بیان کی گئی ہے کہ کافروں کو مسلمان ہوتا دیکھ کر وہ خوش ہوتے تھے۔ ان کی اصل خوشی یہ تھی کہ اسلام نافذ ہو جائے۔ اسلام کو پھیلتا دیکھ کر ان کے سینے ٹھنڈے ہو گئے۔

اپنا محاسبہ کریں۔ ہم کیسے خوش ہونگے؟ جب اسلام پر بہار آئے گی۔ تب ہمارا دل ٹھنڈا ہو گا۔

ہم بھی اپنے آپ کو دیکھ لیں۔ اپنا جائزہ لیں ہمیں کیسے سکون ملتا ہے؟

وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ ۗ وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٥﴾

اور ان کے قلوب کی جلن مٹادے گا، اور جسے چاہے گا توبہ کی توفیق بھی دے گا اللہ سب کچھ جاننے والا اور دانا ہے ﴿۱۵﴾

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کی چاہے توبہ قبول فرمالے۔ وہ اپنے بندوں کی تمام تر مصلحتوں سے خوب آگاہ ہے۔ اپنے تمام کاموں میں اپنے شرعی احکام میں اپنے تمام حکموں میں حکمت والا ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے جو ارادہ کرتا ہے حکم دیتا ہے وہ عادل و حاکم ہے ظلم سے پاک ہے ایک ذرے برابر بھلائی برائی ضائع نہیں کرتا بلکہ اس کا بدلہ دنیا اور آخرت میں دیتا ہے۔

سبق کا خلاصہ:

مسلمانوں کو شرمندہ نہیں ہونا چاہیئے۔ ہم کوئی جنونی اور فسادی نہیں ہیں۔ ہم بلاوجہ جنگیں لڑنے والے نہیں ہیں۔ ہم نے تاریخ میں جنگیں صرف اُسی وقت لڑیں جب ضروری تھا۔ ہم مسلمان دوسرے علاقوں میں اللہ کا پیغام دین اسلام پھیلانے کے لئے گئے تھے۔ ہم دوسری قوموں کو اور لوگوں کو ظالموں سے بچانے کے لئے آگے بڑھتے ہیں۔

ہم اسلام کو عروج دینا چاہتے ہیں۔ ہم اللہ کے نبیؐ اور صحابہ کرام پر تنقید اور اعتراض کرنے والوں میں سے نہیں ہیں۔ اسلامی جدوجہد جب آخری مراحل پر پہنچے گی پھر ہی جہاد ہو سکتا ہے

وعدے توڑنے والے پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے۔

سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنا ہے۔ رزق اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ ہم اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈریں گے۔ ہمارا مالک، خالق اور ربّ اللہ ہے۔

ہم اپنی ہمت، طاقت کے مطابق دین کی خدمت کریںگے۔

اللہ تعالیٰ خیر اور نیکی کے کام میں ہمارا حصّہ ڈلوا لے۔ اللہ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں اخلاص عطا فرمائے۔

آمین